بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت ۵۰

حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ

مولفہ

جناب شمیم نصرتی صاحب

برائے ایصال ثواب حضرت فقیر سید نذیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارۂ تبلیغ مہدویہ، ۱-۶-۶۷۳، جامع مسجد مہدویہ مشیر آباد، حیدرآباد ۴۸

بہ اعانت

جناب سید امیر محمد شمس، صدر مشیر آباد پبلیس اینڈ ویلفیر کمیٹی

طبع اول مئی ۱۹۹۵ء

تعداد (۱۰۰۰)

مطبع دائرہ پریس چھتہ بازار، حیدرآباد

اظہار

ادارۂ تبلیغ مہدویہ کی یہ (۵۰) پچاسویں اشاعت "حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ پیشِ خدمت ہے۔ جالوری پیرؒ (سیرت حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدین) بچوں کے لئے لکھی گئی جو کافی مقبول ہوئی۔ نوجوانوں نے اس کتاب کی سلاست کو بے حد پسند کیا اور حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ کے حالات لکھنے کی خواہش کی۔ جناب شمیم نصرتی عوامی زبان میں نثر و نظم لکھتے اور تقریر کرتے ہیں۔ عوامی زبان میں لکھنا اور بولنا نہایت مشکل فن ہے۔ ادارہ نے عام فہم اور سلیس زبان میں کئی کتابیں شائع کی ہیں اور برادرانِ قومی نے ادارہ کی اشاعتی کام میں بھرپور تعاون کیا ہے۔ یہ مختصر رسالہ جناب سید امیر محمد صاحب شمس نے اپنے والد بزرگوار جناب سید نذیر محمد مرحوم و مغفور جو حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحب کے مرید تھے کے ایصال ثواب کے لئے مکمل اخراجات برداشت کرتے ہوئے شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر کے عوض اجرِ عظیم عطا کرے۔ ہم برادران قومی سے ادارہ کے اشاعتی کام میں تعاون کی اپیل کرتے ہیں۔

فقط **محمد صدیق**، مشیر ادارہ

حضرت سیّد یعقوب

(اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ)

دائرہ حضرت بندگی میاں شاہِ قاسم مجتہد گروہؒ کی مسجد جنید خاں کے شمال میں حضرت سید یعقوب اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ آرام فرما ہیں. مسجد کے شمالی حصے میں دو نورانی قبور زیارت گاہ خاص وعام ہیں. آپ کے پہلو میں زوجۂ محترمہ (حضرتہ راجہ بی بیؒ صاحبہ) کا مزار ہے ۔ آج سے سو (۱۰۰) سال قبل حضرت سید زین العابدین ڈاکٹر من صاحب میاں صاحب کو پروردگار نے اللہ والا لڑکا خاموش اشرف میں عطا کیا ۔ حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحب حضرت بندگی میاں شاہِ نصرت کے چھوٹے صاحبزادے بندگی میاں سید عالمؒ کی اولاد سے تھے .آپ کی ولادت حقیقی ماموں حضرت سید منجوؒ منجا میاں صاحب کے گھر واقع بھولکپور میں ہوئی. حضرت منجا میاں صاحب اپنے وقت کے صاحبِ حال بزرگ تھے ، اُسی مسجد میں اس وقت حضرت سید عزیز محمد صاحب عزیزیہ محمودی مقیم اور دینی فرائض انجام دے رہے ہیں آپ کے والد حضرت سید زین العابدین من صاحب میاں صاحب

محکمہ طبابت میں ڈاکٹر تھے جو محلہ کاچی گوڑہ کے باشندے تھے۔
اللہ والے اشرف میاں صاحب اپنے ماموں کے مرید تھے۔ حضرت
منجھا میاں صاحبؒ کے وصال کے بعد ۱۵ سال کی عمر میں عین عالم شباب
میں حضرت سید منور روشن میاں صاحبؒ اہل اکیلوی کے دست مبارک
پر ترک دنیا اور علاقہ کیا۔ حضرت سید منور روشن میاں صاحب حضرت
سید محمدؐ صاحبؒ اکیلوی کے حقیقی پڑدادا تھے۔ خاموش اشرف میاں
صاحبؒ کا شمار حضرت سید نجی میاں صاحبؒ کے (۱۲) بارہ معروف
خلفاء میں ہوتا تھا اور بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایت سے
والہانہ عقیدت و محبت کی بناء پر حضرت اشرف میاں صاحبؒ کو مرشدان
اکیلوی سے بڑی عقیدت تھی۔

حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ نے تین عقد کئے مگر
کسی زوجہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو اپنی حقیقی بہن کے پوتے میاں
سید نجم الدین حاجی میاں صاحب کو متبنیٰ لیا جو اس وقت حضرت کے
مکان میں مقیم ہیں۔ خاندانی حالات اور بہت سے واقعات
حضرت فقیر سید علی مرتضٰے مجتہدی دادا میاں صاحب نے عنایت فرمائے۔
جن کا شمار حضرت کے مریدان خاص میں تھا اور جن کا زیادہ وقت
حضرت کی خدمت میں گذرا۔

حضرت اگلے بزرگوں کی نشانی تھے۔ مزاج میں نہایت ہی عجز و انکساری اور بے نیازی تھی۔ حضرت نہ کسی کی غیبت سنتے اور نہ کسی کی شکایت کرتے۔ آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد کافی تھی مگر مرید بہت کم تھے اور اپنے عقیدت مندوں کو یہی نصیحت کرتے کہ مہدی کی باڑ (دائرہ) کافی وسیع ہے۔ کسی بھی مرشد سے مرید ہو جاو ہر دائرہ میں فیض مہدیؑ جاری ہے۔ حضرت خاموش اشرف میاں صاحب کے نام سے بھی معروف ہیں وہ اس لئے کہ بہت کم گفتگو کرتے اور بعض مرتبہ تین چار دن مسلسل گفتگو سے پرہیز کرتے تھے۔ روزے کثرت سے رہا کرتے اور ماہِ محرم میں خصوصاً ۷ تا ۱۰ محرم مسلسل روزہ بغیر سحر و افطار کے رکھتے اور افطار میں صرف ایک چُلّو پانی پی کر روزہ جاری رکھتے۔ حضرت کی محفل میں ہمیشہ نماز، روزہ اور اولیاء اللہ کے تذکرے جاری رہتے تھے۔

حیدرآباد سے ہجرت کر کے ایک عرصۂ دراز تک علاقہ گجرات موضع ڈبوہی میں مقیم رہے اور حیدرآباد واپس آنے کے بعد مسجد حضرت انو میاں صاحبؒ کے حجرے میں کافی دن قیام رہا بعد میں عقیدت مندوں خصوصاً الحاج سید ندیم صاحب و جناب شیخ محمد صاحب (مالک حیدرآباد آئرن فونڈری) و محمد غالب صاحب مالک سیکل ٹیکسی کی جستجو و کاوش

سے ایک چھوٹے سے مکان کی تعمیر عمل میں آئی جو حضرت کو لِللہ گذرانا گیا جس میں اس وقت آپ کے فرزند آغوشی میاں سید نجم الدین حاجی میاں صاحب مقیم ہیں۔

حضرت کی زندگی میں اس مکان کے چبوترے اور دیوان خانے میں ایک نورانی کشش پائی جاتی تھی جہاں کئی پریشان حال آتے اور حضرت کی دعاؤں سے قلبی سکون پاتے تھے میاں سے کئی بے اختیاری کرامتوں کا اظہار ہوا ہے۔ اُن کی سب سے اہم کرامت یہ تھی کہ وہ شریعتِ محمدیؐ کے نہایت پابند اور ہمیشہ اپنے عقیدت مندوں کو شریعت کی پابندی کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ وہ متوکل فقیر تھے مگر غریبوں کو جو بھی اپنے پاس ہوتا للہ گذران دیتے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان مبارک "مومن ذخیرہ نہ کند" پر دل سے عمل کرتے تھے۔ محلے کے دوکانداروں کی یہ خواہش رہتی تھی کہ حضرت اُن کی دوکان سے کچھ سودا لیں اور کبھی وہ کسی دوکان سے کچھ لے بھی لیتے تو قیمت ضرور ادا کر دیتے۔ لباس نہایت ہی سیدھا سادھا، کرتا و پاجامہ پہنتے تھے۔ خوراک نہایت کم اور چائے سے زیادہ رغبت تھی۔ خود بھی چائے پیتے اور اپنے عقیدت مندوں کی ضیافت چائے ہی سے کیا کرتے تھے۔ بکری انہیں بے حد پسند تھی۔ دعوت قبول کرتے

اور پہلی دعوت آنے پر دوسروں سے معذرت چاہ لیتے اور دستر خوان پر جتنی چیزیں ہوتیں سب ملا کر کھا لیا کرتے تھے۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے اختیاری کرامت کو ملامت فرمایا ہے۔ ہمارے بعض بزرگوں سے بے اختیاری کرامتوں کا ظہور ہوا ہے۔ خصوصاً گروہ مقدسہ میں بندگی میاں شاہ نظام رضؓ سے کئی بے اختیاری کرامتیں ہوئی ہیں۔ چنانچہ اللہ والے اشرف میاں صاحب رح سے بھی کئی بے اختیاری کرامتوں کا ظہور ہوا اور ان کرامتوں کے کئی چشم دید گواہ آج بھی موجود ہیں۔ میں اپنی پھوپی و دادی حضرتہ بوا بی بی صاحبہ والدہ حضرت سید ہاشم خوندمیری حستے میاں صاحب جو میاں کی مرید تھیں کے ساتھ اکثر حضرت کے گھر جایا کرتا تھا بعض دفعہ وہ ہماری ضیافت گرم گرم مٹھائی سے کیا کرتے جس کے کھانے سے یوں محسوس ہوتا کہ حلوائی نے ابھی یہ مٹھائی تیار کیا ہو۔ محفل میں بعض معتقدین آپ سے کچھ دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوتے اور حضرت اُن کے اظہار سے قبل دوران گفتگو اس طرح تفہیم کرتے کہ سائل کو سوال سے قبل ہی جواب مل جاتا۔ ابوالہادی حضرت سید محمود صاحب اکیلوی نے حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحب رح کا یہ عجیب و غریب واقعہ بیان کیا کہ جب وہ علاقے گجرات موضع ڈبوہی میں قیام پذیر تھے

حضرت کے چچا اور دیگر احباب اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ سے ملاقات کے لئے مسجد میں داخل ہوئے۔ دوران گفتگو ایک چپکلی میاں کے سرہانے دیوار پر مسلسل پکار رہی تھی۔ حاضرین میں سے کسی نے چپکلی کو دھمکایا تو حضرت نے یہ کہتے ہوئے انہیں منع کیا کہ جشن منانے دو اُس کا جوڑا کشمیر سے آرہا ہے۔ میاں کی یہ بات سن کر سب خاموش ہو گئے اور کچھ ہی دیر میں کشمیری بیوپاری شالوں کی گٹھری لئے مسجد میں داخل ہوئے اور شالیں دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ ایک گٹھری کھولی ہی تھی کہ ایک چپکلی نکل کر مسجد والی چپکلی کے پاس چلی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھا آپ نے اُس کا جوڑی دار کشمیر سے آگیا ہے۔ اس عجیب و غریب واقعہ پر تمام حاضرین نہایت حیرت زدہ ہو گئے۔ بہادریار جنگ ہال جہاں قدیم مہدویہ کلب تھا کے دروازے پر ایک مجذوب بیٹھے ہوئے لوگوں کے حالات بیان کر رہے تھے۔ اُن کے ساتھ ایک بلی تھی۔ حاضرین میں سے کوئی چائے منگواتا تو چائے میں تھوڑی مٹی ڈال کر پیتے۔ اُن کے ہاتھ میں ایک سلیٹ تھی جس پر حاضرین میں سے کسی کا بھی نام لکھ دیتے اور وہ سامنے حاضر ہوتے ہی اُس کے صحیح صحیح حالات سلیٹ پر لکھ دیتے اور یہ سلسلہ تین دن تک جاری رہا۔ تیسرے دن حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحب ڈاکٹر سید علی قاسم کے مکان سے متصل

روڈ سے پہاڑی حضرت میاں داؤد تشریف لے جارہے تھے۔ جونہی حضرت کی نظر ہجوم پر پڑی رُخ بدل کر تشریف لائے اور لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ دریافت کی۔ لوگوں نے واقعہ بیان کیا جس پر حضرت نے مجذوب کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور میاں کے لئے راستہ بنایا گیا۔

جونہی دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں، میاں نے صرف اتنا ہی کہا کہ ارے یہ صاحب ہیں، مجذوب کا برا حال ہوگیا اور نہایت پریشانی کے عالم میں اپنی بلّی اٹھائے تیزی سے جانے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اس واقعہ کا میں خود چشم دید گواہ ہوں۔ مختلف اعراس کے موقع پر مشیرآباد سے دور دراز مقامات کے لئے زائرین کے قافلے آج بھی جاتے ہیں۔ ان مواقع پر منتظمین کی یہ عین خواہش ہوتی کہ حضرت اُن کے ساتھ سفر کریں مگر وہ کسی کی سواری قبول نہیں کرتے اور اُن قافلوں سے قبل پہونچ جاتے اور پتہ نہ چلتا کہ انہوں نے یہ طویل سفر کس طرح طے کیا۔

دورانِ حج کئی حاجیوں نے حضرت کو ارکان حج ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے مگر جب حاجی حیدرآباد آکر اس بات کا تذکرہ کرتے تو انہیں یہ جان کر بڑی حیرت ہوتی کہ حج کے زمانے میں وہ حیدرآباد ہی میں مقیم تھے۔ ذکرِ ادہ کی اُن کے پاس کوئی خاص اہمیت نہ تھی مگر بعض دفعہ مسجد پہاڑی میاں داؤد

اور آپ کے حجرے میں حضرت کے جسم اطہر کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا ہے ۔ حضرت کے حجرے سے متصل آئی ۔ ایس ۔ بیڑی کا کارخانہ تھا ۔ اس کارخانے کے مالک جناب اسحٰق سیٹھ اکثر میاں سے سلام کرتے ہوئے گذر جاتے ۔ ایک صبح میاں کے کمرے کو اندر سے بند پایا اور پھر ۱۱ بجے دن حسب عادت گھر واپس ہوئے تو پھر بھی کمرہ مقفل پایا اور جب دوپہر بعد نماز ظہر کارخانے جانے نکلے تو حجرے کو اندر سے بند دیکھ کر جناب اسحٰق سیٹھ کو یہ گماں گذرا کہ میاں کی طبیعت شائد ناساز ہے ۔ حجرے کی کھڑکی کھلی تھی تو اسحٰق سیٹھ نے کھڑکی سے جھانک کر یہ منظر دیکھا کہ حضرت کے جسم اطہر کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں ۔ یہ المناک منظر دیکھ کر اسحٰق سیٹھ نے پولیس کو اطلاع دی کہ میاں کا قتل ہو چکا ہے ۔ کچھ ہی دیر میں محلے کے لوگ جمع ہو گئے اور پولیس بھی پہونچ گئی پھر سب نے یہ منظر دیکھا کہ حضرت حجرے کے دروازے پر تشریف فرما اسحٰق سیٹھ پر خفگی کا اظہار کر رہے تھے ۔ اس واقعہ پر تمام محلے والے اور خود پولیس حیرت زدہ تھی ۔ ایک صبح حضرت کے مرید خاص حضرت سید علی مرتضٰے مجتہدی دادا میاں صاحب ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو میاں نے انہیں یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالےٰ آج انہیں ایک لڑکا عطا کرے گا اور پھر یہ

بھی تاکید کی کہ آج بندگی میاں شاہ ابراہیم رح کا عرس ہے۔ لڑکے کا نام سید ابراہیم رکھو۔ میاں کے کہنے کے مطابق اُسی روز شام ۸ بجے دادا میاں صاحب کے گھر لڑکا تولد ہوا اور پھر دادا میاں صاحب کی خواہش پر حضرت نے لڑکے کا نام رکھا۔

حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحب رح پہ ہر چیز روشن تھی۔ ایک روز ایک معتقد ملاقات کے لیئے حاضر ہوئے اُس وقت حضرت مکان میں موجود نہیں تھے۔ اُن صاحب نے کچھ نذرانہ للہ گذران کر بغیر نام بتلائے چلے گئے۔ جب وہ نذرانہ میاں کے پاس پیش کیا گیا تو دینے والے کا اتا پتہ دریافت کیا اور لاعلمی ظاہر کرنے پر خاموش ہو گئے اور جب دوسرے دن اُن صاحب سے سرِ راہ ملاقات ہوئی تو کہا کہ جب فقیر کی خدمت کرتے ہو تو نام اور پتہ ضرور بتلانا چاہیئے۔ حضرت کی ذات فنا فی المہدی تھی اسلئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مہدی علیہ السلام کا معجزہ میاں کو بصورت کرامت عطا کیا تھا جب کوئی اجنبی شخص ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تو حضرت اُس اجنبی سے جس سے آپ کی کوئی شناسائی نہ ہوتی نام لیکر مخاطب ہوتے، گھر سے اچانک غائب ہو جاتے، معتقدین یہاں وہاں تلاش کرتے کہیں پتہ نہ چلتا اور پھر وہ خود ہفتے دو ہفتے کے بعد تشریف لاتے اور یہ ظاہر نہ کرتے ان

ایام میں اُن کی کیا مصروفیت تھی۔ ایک مرتبہ لال گڑھی میں حضرت موجود تھے اور کار میں کچھ لوگ حیدرآباد واپس ہو رہے تھے۔ کار میں جگہ نہایت تنگ تھی ایک عقیدت مند نے حضرت کو کار میں حیدرآباد چلنے کی نہ صرف خواہش کی بلکہ اصرار کیا جس پر اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ کار میں سوار ہو گئے۔ آخر میں سوار ہونے والے صاحب نے تنگی محسوس کرتے ہوئے سواریوں پر نظر ڈالی اور جونہی حضرت پر نگاہ پڑی معترض ہوئے۔ اُن کا اعتراض سنتے ہی حضرت کار سے اتر گئے اور ڈرائیور نے کار بڑھا دی۔ جو کچھ دور جا کر رک گئی اور باوجود کوشش کے اسٹارٹ نہیں ہوئی۔ دیگر لوگوں نے معترض پر سخت اعتراض کیا اور میاں سے معافی مانگنے کی خواہش کی اور معترض کی معافی پر حضرت نے گاڑی میں سوار ہوئے بغیر جانے کی اجازت دی اور کار فوراً اسٹارٹ ہو گئی۔

حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ کی ایک افغان خاتون مرید تھیں وہ ہمیشہ میاں سے مشتِ خاک کی خواہش کرتی تھیں۔ جب اُس خاتون کا حیدرآباد میں انتقال ہوا تو حضرت چاپانیر شریف زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مرحومہ کے متعلقین کو اس بات کا بے حد ملال تھا کہ مرحومہ کی خواہش پوری نہ ہو سکے گی۔ تدفین بعد نماز مغرب طے پائی اور نماز مغرب سے قبل جنازہ صحن مسجد میں رکھ دیا گیا۔ جوں ہی

مغرب کی اذان ہوئی حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ مسجد میں داخل ہوئے جس پر سب حیرت زدہ ہو گئے اور متعلقین بے حد مسرور ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کی دلی خواہش پوری کر دی۔ حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ کی کئی کرامتیں ہیں جن کے آج بھی چشم دید گواہ موجود ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت گرگاوں علاقے کرناٹک سے چن پٹن پیدل سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ملّوڈ پل کے قریب سفر کی تھکان سے ریلوے لائن پر سر رکھ کر سو گئے اور کچھ ہی دیر بعد مہاراجہ میسور کی اسپشل ٹرین بڑی تیز رفتار سے آئی اور اچانک حضرت کے قریب آکر رک گئی۔ ریلوے اسٹاف نے ٹرین کو اسٹارٹ کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام ہوئے۔ اس دوران کچھ عہدیدار آگے بڑھ کر پٹریوں کا معائنہ کرنے لگے تو انہوں نے یہ دیکھا کہ ایک فقیر پٹری کو تکیہ بنائے آرام کر رہے ہیں۔ اُن لوگوں نے حضرت کو جگایا اور حضرت نے گاڑی کو آگے بڑھنے کی اجازت دی اور ٹرین فوراً اسٹارٹ ہو کر رواں دواں ہو گئی۔ میاں کے معتقدِ خاص حضرت فقیر سید نذیر صاحب اجمیر کے سفر میں ساتھ تھے۔ واپسی میں اجمیر اسٹیشن پر ٹرین میں جگہ نہ تھی مگر دونوں بڑی ہی مشکل سے گاڑی میں سوار ہو گئے اور رات بھر کا سفر کھڑے ہوئے ہی طے کیا اور

قریب احمد آباد میاں کی طبیعت بگڑ گئی اور بے چین ہو کر ڈبے سے اتر جانے کی خواہش کی مگر گاڑی کافی رفتار سے چل رہی تھی.

حضرت ندیم صاحب کا یہ بیان ہے کہ جب حضرت بڑی جدوجہد کے بعد دروازے کے قریب پہونچے تو بیچ جنگل میں ٹرین اچانک رُک گئی اور دونوں گاڑی سے اُتر پڑے اور حضرت نے وہاں دس، پندرہ منٹ آرام کیا۔ اس عرصے میں ریلوے ملازمین گاڑی کی خرابی کو دور کرنے کی کوششیں کرنے لگے مگر بظاہر انہیں کوئی خرابی نظر نہ آئی۔ ریلوے ملازمین ان دونوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ آخر یہ کون لوگ ہیں کہ ٹرین چل نہیں رہی ہے اور طبیعت سنبھل جانے پر جب حضرت ٹرین میں سوار ہو گئے تو ٹرین رواں دواں ہو گئی۔

حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحب علاقے گجرات میں ایک نہایت ہی بوسیدہ حجرے میں رہا کرتے تھے۔ معتقدین جب حجرے میں جاتے تو انہیں یوں محسوس ہوتا کہ حجرے کی چھت بس منہدم ہونے والی ہے۔ لوگوں نے حضرت کو بارہا توجہ دلائی کہ چھت کسی بھی وقت منہدم ہو سکتی ہے۔ مگر میاں کا اللہ کی ذات پر ایسا کامل بھروسہ ویقین تھا کہ ہمیشہ مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔ کافی دن اُس بوسیدہ حجرے میں قیام کے بعد ایک دن یہ فرمایا کہ اب حکم ہو رہا ہے

کہ میں حجرہ بدل دوں اور جس دن اُس کمرے کو خالی کیا اُسی روز اُسکی چھت منہدم ہو گئی۔

حضرت ایسے متوکل فقیر تھے کہ دو، تین دن فاقہ پڑنے پر بھی اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کرتے تھے اور اپنے معتقدین سے شدّتِ فاقہ میں بھی خوش اخلاقی سے ملتے اور ہر حال میں صابر و شاکر رہتے۔

صحبت صالح تُرا صالح کُند
صحبت طالح تُرا طالح کُند

حضرت سعدیؒ نے کیا اچھی بات فرمائی کہ انساں پر اچھی صحبت کا صالح اثر ہوتا ہے اور بری صحبت کا بُرا اثر ہوتا ہے۔ حضرت کے معتقد فقیر محمدؐ حسین کمتر نے یہ کہا کہ جب وہ بُروں کی صحبت میں تھے تو نہایت ہی بے دین اور ایک حیوان کے مانند تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے غیب سے حضرت کی صحبت عطا فرمائی اور میاں کا پس خوردہ کھاتے ہی حالت بدل گئی اور حضرت کی صالح صحبت کا یہ اثر ہوا کہ وہ نماز روزے اور ذکر کے پابند ہو گئے۔ نہ صرف وہ بلکہ حضرت کی صحبت بابرکت سے مشیر آباد میں ایک صالح جماعت تیار ہو گئی جن کی مجلس میں ہمیشہ روزے، نماز، ذکر و فکر اور اولیاء اللہ کے تذکرے ہوتے۔ اُس جماعت کے چند لوگ آج بھی لوگوں کی اصلاح میں لگے ہوئے ہیں۔

حضرت کی مجالس میں اکثر اُن کے مرشد حضرت سید نجی میاں صاحبؒ کی تصنیف و مثنوی "زبدۃ العرفان" پڑھی جاتی جس کو سُننے سے قلوب میں شمعِ ایمانی روشن ہو جاتی ہے۔ حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ کو اولیاء اللہ سے بڑی عقیدت تھی اکثر وہ نیاز نذر کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی بزرگ کی نیاز کرنے کے لئے چولہا جلایا جوں ہی آگ بڑھکی حضرت جھک کر پیچھے ہٹے اور آستین کو اوپر چڑھالیا۔ یہ منظر دیکھ کر فقیر محمد حسین صاحب کمترینؔ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میاں آگ سے ڈر گئے۔ اور ایسا خیال دل میں آتے ہی میاں پر اظہار ہوگیا اور فوراً حضرت نے فقیر محمد حسین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایسا خیال نہیں کرنا چاہیئے آگ پر قابو پانے کے لئے آگ کا اُستاد بننا پڑتا ہے۔ حضرت کے اس جواب پر فقیر محمد حسین صاحب نادم ہو گئے اور پھر حریرہ تیار کرنے لگے۔ ایک چھوٹی سی کڑھائی میں حریرہ تیار کر کے نیاز کی اور وہاں موجود بارہ اصحاب میں تقسیم عمل میں آئی سب نے شکم سیر ہو کر پیا اور پھر بھی اُس چھوٹی سی کڑھائی میں حریرہ باقی رہا۔ اختتام مجلس پر حضرت نے سب کو دوبارہ حریرہ پلایا اور پھر بھی حریرہ بچ رہا۔ کڑھائی اتنی چھوٹی تھی کہ بمشکل دو افراد حریرہ پی سکتے تھے مگر یہ حضرت کا روحانی

تصرف تھا کہ ۱۲ افراد دو مرتبہ شکم سیر ہو کر پینے کے باوجود بھی حریرہ بچ رہا۔ جس وقت وہ حضرت اَنّو میاں صاحب کی مسجد میں مقیم تھے تو اپنے عقیدت مندوں کو دوشنبہ و جمعرات کو روضۂ حضرت بندگی شاہ قاسم مجتہد گرہ سے نکلنے والی ہری روشنی کے گولے کو دکھایا کرتے تھے اور جب وہ روشنی ظاہر ہوتی تو اپنے معتقدین سے درود شریف پڑھنے کی تاکید کرتے۔ یہ سہانی روشنی روضۂ اطہر سے نکلتی اور قطب کی طرف جاکر غائب ہو جاتی۔ جب یہ بات عام ہوئی اور اُس روشنی کو دیکھنے لوگ زیادہ جمع ہونے لگے تو وہ روشنی بند ہوگئی۔ جناب آتش یداللہی صاحب نے یہ کرامت بیان کی کہ حضرت اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ سے سرِ راہ ملاقات ہوگئی۔ بعد قدم بوسی حضرت نے احوال دریافت کیا اور جب آتش یداللہی صاحب نے بیروزگاری سے اپنی پریشاں حالی بیان کی تو حضرت نے فرمایا کہ پرسوں تمہیں ملازمت مل جائیگی اور حضرت کہنے کے عین مطابق دوسرے ہی دن محکمہ تعمیرات سے انہیں مراسلہ تقرر وصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان میں ایسی تاثیر عطا کی تھی کہ وہ جو کہتے ہو جاتا۔ حضرت اللہ والے اشرف میاںؒ صاحب کرامت بزرگ گزرے ہیں اور ان کی کرامتوں

کے کئی چشم دید گواہ آج بھی موجود ہیں۔ اختصار کے مدِنظر حضرت کی چند کرامتوں کا اِس مختصر سے رسالے میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت کے پاس جب پریشاں لوگ دعاؤں کے لئے حاضر ہوتے تو "یا اللہ یا سبحان میری مشکل کر آسان بے شان بے گمان" پڑھنے کی تاکید کرتے اور اکثر لوگ صدقِ دل سے یہ پڑھ کر اپنی مشکلات سے آج بھی چھٹکارا پاتے ہیں۔

جب وہ اپنے حال میں مست رہتے تو حالتِ کیف و سرور میں اکثر یہ گنگنایا کرتے۔

تو تارِ نظر کا زینہ بنا
پھر کر لے صفائی نینن کی
جب اہل نظر سے آنکھ لڑی
تو پائی صفائی نینن میں
نہ ذکرِ خدا نہ فکرِ خودی
نہ غیر نہ اپنی یاد رہے
تو تجھکو نظر میں اپنی چھپا
آئے گی نظر میں شان خدا
کونین میں کوئی نہیں
تیرے سوا جلوہ نما

حضرت سید یعقوب اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ نہایت ہی بھولے بھالے متوکل فقیر تھے جن کو دیکھنے سے اگلے وقتوں کے اولیاء اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی۔ حضرت کا لوگ بلا لحاظ مذہب و مِلت ادب و احترام کرتے تھے۔

یہ اللہ والی ہستی ۹ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ م ۱۹۵۷ء بروز جمعہ کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئی۔ اور آپ کے مرشد حضرت سید محمد میاں صاحبؒ اکیلوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین فرمائی۔ آج بھی اُن کی یاد ہزاروں عقیدت مندوں کی دلوں میں بسی ہوئی ہے اور ہر محفل میں اللہ والے اشرف میاں صاحبؒ کا ذکرِ خیر ہوتا ہے۔ عقیدت مند ہر سال ۸ رمضان المبارک کو حضرت کا بہرہ عام اور ۹ تاریخ کو عرس مناتے ہیں اور ان کے روحانی تصرفات سے آج بھی لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔